فریضہ زکوٰۃ

ہر مسلمان کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسے جو کچھ مال حاصل ہے وہ درحقیقت اس کی نہیں بلکہ اللہ تعالی کی ملکیت ہے اور باری تعالی نے اسے نیابتا تصرف کا حق دیا ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر باری تعالی سارا مال خرچ کرنے کا حکم دیں تو بھی تامل نہیں ہونا چاہئے کہ جب اصل مالک ہی خرچ کرنے کا حکم دے رہا ہے تو پھر ہمیں روکنے کا کیا حق ؟ لیکن اللہ تعالی جو بندوں پہ سب سے زیادہ مہربان ہیں وہ پورا مال خرچ کرنے کا حکم نہیں فرماتے بلکہ صرف ڈھائی فیصد خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس بھی انعام وثواب کی وہ بارش کہ پوچھئے مت!

اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص زکوۃ نہ دے تو اس سے زیادہ خسارہ اور گھاٹے میں کون ہوسکتا ہے؟؟؟

زکوۃ فرض ہونے کے دلائل

قرآن مجید سے:-

قرآن کریم میں جہاں جہاں نماز کا حکم آیا ہے اکثر اس کے ساتھ زکوۃ کا بھی حکم آیا ہے۔قرآن کریم میں یہ مقدس کلمات کثرت سے آتے ہیں: {وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ} یعنی نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو!اس سے معلوم ہوا کہ جیسے نماز فرض ہے ایسے ہی زکوۃ بھی فرض ہے۔

احادیث مبارکہ سے:-

صحیح البخاري (1/11) میں ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

(1) توحید ورسالت، یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور دل وجان سے اقرار کرنا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔(2) نماز قائم کرنا۔(3) زکاۃ دینا۔(4) حج ادا کرنا۔(5) رمضان کے روزے رکھنا۔

آثار صحابہ سے:-

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور حکومت میں کچھ قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو آپ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ فرض ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

زکوۃ ادا کرنے کے فضائل

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- اپنے اموال کو زکوۃ (دینے) کے ذریعہ محفوظ بناؤ (ابوداؤد فی المراسیل والطبرانی والبیہقی مرفوعاً متصلا والمرسل اشبہ الترغیب والترہیب للمنذری ۳۰۱/۱)

(۲) آپ ﷺ نے فرمایا:- جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی تو اس شخص سے اس (مال) کا شر دور ہوگیا (طبرانی فی الاوسط وابن خزیمہ فی صحیحہ بحوالہ "الترغیب والترہیب للمنذری "۳۰۱/۱)

زکوۃ نہ دینے پہ وعیدیں

(۱) ارشادِ نبوی ﷺ "لا يقبل الله تعالى صلاة رجل لا يؤدي الزكاة حتى يجمعهما فإن الله تعالى قد جمعهما فلا تفرقوا بينهما". "حل عن أنس".(كنز العمال (298/6)

"اللہ تعالی اس بندے کی نماز قبول نہیں فرماتے جو زکوۃ ادا نہیں کرتا جب تک وہ نماز اور زکوۃ دونوں ادا نہ کرنے لگے،اس لیے کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں دونوں کو اکٹھا کردیا ہے لہذا تم لوگ ان میں تفریق مت کرو!"

(یعنی ایسا نہ کرو کہ نماز ادا کررہے ہوں اور زکوۃ نہ دیتے ہوں یا زکوۃ دیتے ہوں اور نماز ادا نہ کرتے ہوں، بلکہ دونوں ہی اعمال کیا کرو!)

(۲) ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے "مانع الزكاة يوم القيامة في النار". (طص عن أنس)(:كنز العمال (306/6)

"زکوۃ کا منکر قیامت کے دن جہنم میں ہوگا۔"

(۳) ارشاد نبوی ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ "يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ" ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ. ثُمَّ تَلَا: لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ. الْآيَةَ". (بخاری شریف رقم الحدیث ۱۴۰۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا اور وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا:"میں ہی تیرا مال ہوں، میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔

اس قدر وعید وارد ہونے کے باوجود زکوۃ ادا نہ کرنا کس قدر نقصان اور خسارہ کی بات ہے آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو صحیح طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے نواز کر جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے، آمین یارب العالمین

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

مسائل زکوٰۃ

دوسری قسط

شرائط وجوب زکوٰۃ

زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لئے ایک ساتھ دس شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو زکوۃ واجب نہ ہوگی ،جن میں سے کچھ کا تعلق زکوۃ ادا کرنے والے شخص سے ہےاور کچھ شرائط مال سے متعلق ہیں۔

شخص سے متعلق شرائط

1۔آزاد ہوغلام باندی پہ زکوۃ نہیں۔ (غلام باندی کا اس زمانہ میں وجود نہیں)2:-مسلمان ہو۔ (کافر سے اس کا مطالبہ نہیں)3:-عقلمند ہو۔ (پاگل پہ زکوۃ نہیں جبکہ اس کا پاگل پن مسلسل ہو)4:-بالغ ہو۔(بچہ پہ زکوۃ نہیں)

نوٹ:-اگرکوئی شخص بے ہوش ہےاور اسکی ملکیت میں بقدر نصاب مال موجود ہوتو گرچہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال میں زکوۃ واجب ہوگی۔(هنديه 172/1 *تاتارخانيه 236/3)

یہ چار شرائط وہ ہیں جن کا تعلق اس شخص سے ہے جس پہ زکوۃ لازم ہوگی۔

مال سے متعلق شرائط

1:-نصاب کی مقدار کا مالک ہو۔(نصاب کی تفصیل آگے آرہی ہے)2:-ملکیت تام ہو۔(لہذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو فی الحال اس کی زکوۃ واجب نہیں اسکی بھی تفصیل آرہی ہے)3:-نصاب ضرورت اصلیہ سے زائد ہو۔4:-نصاب قرض سے خالی ہو۔(قرض کی رقم کاٹ کر نصاب شمار کیا جائے گا)5:-مال نامی ہو۔(خواہ حقیقتاً جیسے سونا چاندی یا حکماً ہو جیسے مال تجارت اور اکثر سال چرنے والے جانور وغیرہ تفصیل آگے آرہی ہے)6:-چاند کا سال گذر گیا ہو۔ (سال گذرنے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوتی البتہ کوئی سال گذرنے سے پہلے ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی)

تو یہ کل چھ شرائط ہیں جن کا تعلق مال سے ہے۔

مذکورہ بالا دس شرائط کے بیک وقت پائے جانے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگی۔(ملخصا ردالمحتار 3/173-179)

ادائے زکوۃ کے صحت کی شرائط

یہ کل تین شرطیں ہیں جن کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے یعنی تینوں شرطیں اکٹھی پائی جائیں گی تو زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔

1۔نیت۔ #نیت کے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔نیت #دل میں ہونا کافی ہے،زبان سے زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں چنانچہ دل سے زکوٰۃ کی نیت ہو اور غریب کو ہدیہ کے نام پر دے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی،نیت یا تو غریب کو دیتے وقت کرے یا جب زکوٰۃ کا حساب کر کے رقم الگ کرے تب کر لے۔ غریب کو رقم دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں تھی،بعد میں خیال آیا کہ زکوۃ کی نیت کر لینی چاہیے تھی تو اگر غریب کی ملکیت میں رقم موجود ہو تو ابھی بھی زکوۃ کی نیت کر سکتے ہیں،لیکن اگر فقیر کی ملکیت سے وہ رقم نکل چکی ہے تو اب زکوۃ کی نیت نہیں کی جاسکتی۔بس وہ صدقہ ہو گیا۔زکوۃ دوبارہ ادا کرے۔

2۔ضرورت مند انسان کو دے۔یعنی مال دار کو نہ دے،زکوۃ کے مصارف میں سے کسی کو دے۔(مصارف کی تفصیل آگے آرہی ہے)

3۔تملیک۔غریب کو مالک بنانا ضروری ہے،مالک نہیں بنایا،اباحت کر دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً کسی غریب کی دعوت کی اور اس سے کہا جتنا چاہے کھانا کھالو تو یہ مالک بنانا نہیں ہے بلکہ اباحت ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(یہ تمام شرائط فتاوٰی عالمگیریہ،کتاب الزکوۃ سے ماخوذ ہیں)

تیسری قسط

قابل زکوۃ اشیا اور نصاب کی تفصیلات

قابل زکوۃ اشیا صرف چھ ہیں: (1) سونا۔(2) چاندی۔(3) کرنسی (روپیہ) (4) مال تجارت۔(5) کھیتی باڑی۔(6) سال کا اکثر حصہ گھر سے باہر چرنے والے جانور۔

ان میں سے آخر کے دو کا نصاب الگ ہے اور اوپر کے چار کا الگ اور اخیر کے دو سے چونکہ واسطہ کم پڑتا ہے اسلئے ان کی تفصیل بیان نہیں کی جائے گی بلکہ صرف شروع کے چار چیزوں کی تفصیلات بیان کی جائیں گی۔

نصاب کی تفصیلات

سوال: کتنی مقدار میں یہ اشیاء ہوں تو زکوۃ واجب ہے یعنی ان کا نصاب کتنا ہے؟

جواب: اگر آپ کے پاس صرف سونا ہی سونا ہے۔سونے کے علاوہ بقیہ تین چیزوں (چاندی روپیہ سامان تجارت) میں سے کچھ بھی نہیں ہے تو ساڑھے سات تولہ (87 گرام 480 ملی گرام تقریباً 88 گرام) سونا ہونے کی صورت میں زکوۃ فرض ہے اس سے کم ہونے کی صورت میں آپ پر زکوۃ فرض نہیں۔اگر آپ کے پاس سونے کے ساتھ بقیہ چیزوں (چاندی روپیہ سامان تجارت) میں سے کچھ بھی ہو مثلاً 10 گرام سونا اور 5 روپے ہوں تو ایسی صورت میں سونے کے نصاب کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب ان کے مجموعے کی قیمت ساڑھے باون تولہ (612 گرام 360 ملی گرام یعنی تقریباً 613 گرام) چاندی کی قیمت کے برابر ہو۔

موجودہ وقت میں چاندی کے نصاب کی قیمت

آج چاندی کی قیمت 65000 ہے اس حساب سے 613 گرام چاندی کی قیمت 39845 روپیہ بنتی ہے۔

اگر آپ کے پاس صرف چاندی ہے، یا صرف نقدی (روپیہ)، یا صرف مال تجارت ہے، یا یہ چاروں چیزیں ہیں یا ان میں سے بعض کا مجموعہ ہے (یعنی روپیہ اور چاندی ہے یا روپیہ اور سونا ہے یا روپیہ اور سامان تجارت ہے یا سامان تجارت اور چاندی ہے یا سامان تجارت اور سونا ہے یا سونا اور چاندی ہے) تو اس میں بھی زکوۃ واجب ہونے کا وہی فارمولا ہے کہ ان کی قیمت 613 گرام یعنی 39845 روپیہ کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو گی چونکہ عموماً یہ صورت کم ہی پیش آتی ہے کہ کسی کے پاس صرف سونا ہو اس کے ساتھ کچھ بھی نہ ہو اس لیے بقیہ صورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے ساڑھے باون تولہ (612 گرام 360 ملی گرام) چاندی کی قیمت (فی الحال 39845) کو ہی "نصاب زکوۃ" کہہ دیتے ہیں اور اس نصاب کے حامل کو# صاحب نصاب" کہتے ہیں۔

خلاصہ:

صرف سونا ہو باقی چاندی روپیہ اور مال تجارت میں سے کچھ بھی نہ ہو تو نصاب الگ ہے۔

جبکہ چاندی، کرنسی اور مال تجارت کا نصاب چاندی والا ہے کچھ سونا کچھ چاندی ہو تب بھی چاندی کا نصاب چلے گا۔کچھ سونا کچھ روپے ہوں یا کچھ سونا کچھ مال تجارت ہو تب بھی چاندی ہی کے نصاب کا اعتبار ہوگا۔

چوتھی قسط

ترتیب و پیش کش: عبداللہ اعظمی

زیورات کی زکوٰۃ

زیورات پہ زکوٰۃ کی مختلف شکلیں:

سوال: سونا چاندی کے زیورات پہننے کے لئے ہوں تب بھی زکوۃ واجب ہے؟

جواب: سونا اور چاندی جس شکل میں بھی ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہے، چاہے سکے کی صورت میں ہوں یا زیور اور برتن کی صورت میں۔ چاہے یہ استعمال میں ہوں یا لاکر میں حفاظت سے رکھے ہوئے ہوں۔

شادی کے لئے رکھے ہوئے زیورات پر زکوٰۃ:-

والدین نے اولاد کی شادی کے لئے زیورات بنا کر رکھے ہیں اور ابھی وہ بچوں کے حوالے نہیں کئے گئے بلکہ اپنی ہی ملکیت میں ہیں تو انکی زکوۃ والدین پر ہی ہوگی اور اگر بچوں کی ملکیت میں دے دئے ہیں تو بچے جب تک نابالغ ہیں ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (تفصیل نیچے آرہی ہے) اور بالغ ہونے کے بعد انکے پاس دیگر اموال کو ملا کر نصاب کو پہنچ جائیں تو ان پر زکوۃ لازم ہوگی

بچوں کے نام کے زیورات:-

نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں، اس لئے اگر آپ نے یا کسی رشتہ دار نے بچوں کو سونے یا چاندی کا زیور گفٹ کیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے جب وہ بالغ ہوجائیں گے تب اسکی زکوۃ واجب ہوگی وہ بھی خود ان پر والدین پر نہیں یادرہے کہ صرف نیت کرنے سے کہ یہ زیورات فلاں بچے کو دیں گے اس سے زیور اس بچے کا نہیں ہوجاتا۔زیور بچے کی ملکیت میں اسی وقت جائے گا جب منہ سے کہا جائے کہ یہ زیور فلاں بچے کا ہے۔

لہذا صرف نیت کی ہے، بچے کے نام نہیں کیا تو اس کی زکوۃ والدین پر آئے گی۔ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ نابالغ بچوں کو گفٹ کرنے کا طریقہ الگ ہے اور بالغوں کا الگ۔نابالغ بچوں کے بارے میں والدین زبان سے کہہ دیں کہ یہ چیز اس کی ہے تو اسی کہہ دینے سے وہ چیز اس کی ملکیت ہوجاتی ہے اس کے،قبضہ دینا ضروری نہیں ہوتا، جبکہ بالغ اولاد کو چیز اسی وقت گفٹ ہوتی ہے جب وہ اس پر قبضہ بھی کرلیں۔صرف زبان سے کہہ دینے سے چیز ان کی ملکیت میں نہیں جاتی۔(ماخوذ از شامی کتاب الھبۃ 8/499)

نوٹ:- جو زیورات آپ نے بچیوں کو گفٹ کردئے ہیں اب وہ انکی ملکیت ہیں تو وہ صرف وہی پہن سکتے ہیں دوسرا نہیں حتیٰ کہ ماں بھی انکی اجازت کے باوجود استعمال نہیں کرسکتی۔

شادی میں ملے زیورات کی زکوۃ کس پر:-

شادی میں جو زیورات دلہن کو ملتے ہیں اسکی زکوۃ شوہر پر ہے یا بیوی پر اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ میکے کی جانب سے جو زیورات لڑکی کو ملے ہیں ان کی مالک لڑکی ہے اسی طرح جو زیور مہر میں لڑکی کو ملا ہے اسکی بھی مالک لڑکی ہے لہٰذا انکے زکوۃ کی ادائیگی اسی پر ہے شوہر پر نہیں البتہ اگر شوہر اسکی طرف سے ادا کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور جو زیورات سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملتے ہیں تو عام طور سے عرف یہی ہے کہ وہ صرف استعمال کے لئے دئے جاتے ہیں بطور ملکیت کے نہیں لہذا اس کا مالک شوہر ہے اور اسکی زکوۃ شوہر پر ہی واجب ہوگی (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند 6/93)

سوال: اگر سونے میں ملاوٹ ہو تب بھی اس کی زکوۃ واجب ہوگی؟

جواب: اگر زیور ایسا ہے کہ سونا زیادہ ہو اور کھوٹ کم ہو مثلاً سونا 55 ہے اور کھوٹ 45 ہے تو اس صورت میں وہ پورا زیور سونے کے حکم میں ہے اور اس پہ بہر صورت زکوۃ واجب ہوگیا ور اگر سونا کم ہے اور کھوٹ زیادہ ملی ہوئی ہے مثلا سونا 40 ہے اور کھوٹ 60 ہے تو وہ عام سامان کے حکم میں ہے۔اگر تجارت کے لیے ہے تو زکوۃ ہے، استعمال کے لیے ہے یا ایسے ہی بلاضرورت رکھا ہے تو زکوۃ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ سونا اور کھوٹ (ملاوٹ) میں سے جو زیادہ ہوگا پورا زیور اسی کے حکم میں ہوگا

آرٹی فیشیل زیورات کی زکوٰۃ

سوال: زیور سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا ہو تو زکوۃ واجب ہے؟

جواب: نہیں! سونے چاندی کے علاوہ کسی دھات پر زکوۃ واجب نہیں، چاہے وہ کتنی ہی قیمتی مثلا ہیرے کا ہی ہو چنانچہ آج کل جو آرٹی فیشیل زیورات چل گئے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ہاں! اگر اسے بیچنے کی نیت سے خریدا ہو تو مال تجارت بننے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی۔

کرنسی (روپیہ ریال درہم وغیرہ) پر زکوٰۃ کی مختلف شکلیں

سوال: کرنسی (روپیہ) پر زکوۃ ہر حال میں واجب ہے؟

جواب: کرنسی (روپیہ) جس شکل میں بھی ہواس پر زکوۃ واجب ہے۔اسی وجہ سے بینک بیلنس، پارٹیوں پر مال تجارت کا بقایا، غیر ملکی کرنسی (ریال درھم وغیرہ)، ڈرافٹ، چیک دیا ہوا قرض، ان سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔

سوال: #حج عمرہ، مکان کی تعمیر، #شادی کے اخراجات کے لیے جو رقم جمع کی جاتی ہے، اس پر زکوۃ ہے یا نہیں؟

جواب: حج وعمرہ، شادی، جہیز، مکان کی تعمیر کے لیے جمع کی ہوئی رقم رکھی ہوئی ہے کہ اسکے زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت ہوگیا تو اس جمع کی ہوئی رقم پر بھی زکوۃ واجب ہے البتہ حج درخواست منظور ہوگئی ہے اور رقم حج کمیٹی میں جمع بھی کرادی ہے تو اب اس صورت میں ہوائی جہاز کرایہ معلم فیس و دیگر اخراجات کو نکال کر سعودی ریال کی شکل میں خرچ کرنے کے لئے جو رقم اسے ملنے والی ہے صرف اسی پہ زکوۃ واجب ہوگی بقیہ رقم پہ نہیں (فتاوی قاسمیہ 10/306 کتاب المسائل 2/216)

سوال: ماہانہ یا سالانہ راشن کے اخراجات کے لیے جو رقم رکھی ہواس پر زکوۃ واجب ہے؟

جواب: اخراجات کے لئے رقم رکھی ہوئی تھی اسے خرچ نہیں کیا کہ زکوۃ دینے کا وقت ہوگیا تو اس صورت میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس پر زکوۃ واجب نہیں؛ کیونکہ وہ انسانی ضروریات کے لیے رکھی ہے لیکن یہ ضعیف اور مرجوح قول ہے۔

راجح قول جسے جمہور مفتیان کرام نے اختیار کیا ہے وہ یہی ہے کہ سال گزرنے کی تاریخ کو یہ رقم موجود ہو تو اس پر بھی زکوۃ آئے گی۔

انشورنس بانڈ اور کمیٹی کی زکوۃ:

سوال: انشورنس اور پرائز بانڈ پر زکوۃ کی کیا تفصیل ہے؟

جواب: کاردکان اور کاروبار کے انشورنس میں جو رقم جمع کی جاتی ہے انکی واپسی یقینی نہیں ہوتی اس لیے اس پہ زکوۃ واجب نہیں البتہ لائف انشورنس (جیون بیما) میں رقم کی واپسی یقینی ہوتی ہے اس لیے اس میں اصل حلال رقم جو جمع کی ہے اس زکوۃ لازم ہوگی اور جو رقم بڑھ کر ملتی ہے وہ زائد رقم چونکہ سود ہے اس لئے اس پہ زکوۃ نہیں (بلکہ اس سود کو بلا نیت ثواب صدقہ کرنا ضروری ہے) (کتاب المسائل 2/217)

بانڈز اسی طرح بانڈز میں اپنی اصل حلال رقم پر زکوۃ ہے، زائد ملنے والی رقم #سود اور جوا ہے، اس پر زکوۃ نہیں، اسے تو پوری کی پوری فقرا میں صدقہ کردینا واجب ہے۔

فکس ڈپازٹ اسی طرح کچھ لوگ اپنی رقم کئی سال کے لئے بینک میں فکس ڈپازٹ کراتے ہیں تو اس جمع کی ہوئی اصل رقم پہ بھی زکوۃ ہے لیکن اس پہ جو سود ملے گا وہ حرام ہے اس پہ زکوۃ نہیں بلکہ اسے پورا پورا بلانیت ثواب صدقہ کرنا واجب ہے (کتاب المسائل 2/217-218)

بینک میں جمع شدہ رقم اسی طرح بینک میں جمع کی ہوئی اصل رقم پر بھی زکوۃ ہے اگر وہ دیگر اموال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے (اور جو سود ملتا ہے وہ حرام ہے اس پہ زکوۃ نہیں بلکہ اسے پورا پورا بلانیت ثواب صدقہ کرنا واجب ہے)

پرائیویٹ فنڈ پر زکوۃ دوران ملازمت جو پرائیوٹ فنڈ کاٹا جاتا ہے وہ قبضہ سے پہلے ملازم کی ملکیت نہیں ہوتا لہذا اسکی زکوۃ واجب نہیں البتہ جب ملازم کو پراویڈنٹ فنڈ ملے گا اس وقت سے آئندہ کی زکوۃ اس پر لازم ہوگی۔

کمیٹی کی زکوۃ:

سوال: کمیٹی پر زکوۃ واجب ہے؟

جواب: اگر کمیٹی کھلی نہ ہو تو #جمع شدہ ساری قسطوں پر بھی زکوۃ واجب ہے اور اگر کھل گئی ہو تو جتنی قسطیں جمع کرائی ہیں اتنی رقم کے علاوہ بقیہ سب رقم قرضہ ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ مثلاً: ایک لاکھ کی کمیٹی کے بیس ممبر ہیں، آپ کی کمیٹی دسویں نمبر پر کھل گئی اور دس کمیٹیاں باقی ہیں تو ایک لاکھ میں سے پچاس ہزار آپ پر قرضہ ہے، اس پر زکوۃ نہیں ہے اور پچاس ہزار آپ کے ذاتی ہیں، اس لیے اس کو زکوۃ کے حساب میں شامل کریں گے۔

مسائل زکوٰۃ

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

مال تجارت دکان اور پراپرٹی کی زکوٰۃ:

سوال: #مال #تجارت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہروہ چیز #مالِ #تجارت ہے جو بیچ کر نفع کمانے کی نیت سے خریدی گئی ہو اور اس پہ قبضہ بھی ہو گیا ہو اور یہ نیت ابھی تک برقرار ہو خواہ اس چیز کو اسی شکل میں بیچنا ہو یا اس سے کچھ اور بنا کر، لہذا اگر چیز خریدی ہی نہیں گئی بلکہ وراثت، وصیت، ہبہ یا مہر وغیرہ سے حاصل ہوئی ہے یا خریدی تو ہے لیکن بیچنے کی نیت سے نہیں اگر چہ اب بیچنے کی نیت کر لی ہو، یا بیچنے کی نیت سے خریدی تھی لیکن اب نیت بدل گئی تو ایسا مال مال تجارت نہیں کہلائے گا۔اس تفصیل کے مطابق دکان کا سامان اور فیکٹری میں تیار ہونے والا مال، مال تجارت ہوتا ہے اس لیے اس پر زکوۃ واجب ہے۔اور دکان میں سامان رکھنے کی الماریاں کاریگروں کے اوزار فیکٹریوں کی مشینریاں کاشتکاروں (کسانوں) کے کھیتی کے آلات ان سب پہ زکوۃ نہیں ☆ جو بھی چیز #استعمال کی نیت سے خریدی جائے اس پر زکوۃ نہیں۔اگر شروع میں تجارت کی نیت ہو پھر نیت استعمال کی ہو جائے تب بھی زکوۃ واجب نہیں۔(فتاویٰ شامی 3/ 192-194)

تجارت کی نیت سے فلیٹ خریدا پھر اسے کرایہ پہ دیدیا تو اب وہ مال تجارت نہیں رہا لہذا اس پہ زکوۃ نہیں بلکہ اس سے ملنے کرایہ پر زکوۃ لازم ہوگی۔(تاتارخانیہ 3/ 167 رقم 4008 کتاب المسائل 2/ 215)

ٹینٹ ہاؤس میں جو برتن اور سامان کرایہ پہ چلائے جاتے ہیں ان پہ زکوۃ نہیں بلکہ ان کے کرایہ سے حاصل ہونے والی آمدنی پہ زکوۃ ہے(کتاب المسائل 2/ 215)

اسی طرح دودھ بیچنے کی غرض سے پالی گئی بھینسوں گایوں پہ زکوۃ نہیں بلکہ اس سے حاصل شدہ آمدنی پہ زکوۃ ہے۔(کتاب المسائل 2/ 222)

کرایہ پر دئے گئے مکانات اور دکان کی مالیت پہ زکوۃ نہیں بلکہ ان سے حاصل ہونے والے کرایہ پہ زکوۃ ہے۔

جو پلاٹ یا زمین بیچنے کے ارادہ سے خریدے گئے ہیں ان پہ موجودہ قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ہوگی (کتاب المسائل 2/ 217)

مرغی فارم کی زکوٰۃ

مرغی فارم کی زمین اور عمارت پہ زکوۃ نہیں اور اس میں جو مرغیاں پالی جاتی ہیں انکی دو صورتیں ہیں۔

(1) مرغی فارم سے انڈے مقصود ہیں اور انہیں سے آمدنی حاصل کی جاتی ہے مرغیاں بیچنے کے لئے نہیں ہیں تو اس صورت میں مرغیوں کی قیمت پہ زکوۃ نہیں بلکہ صرف انڈوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پہ زکوۃ ہے۔

(2) مرغیوں سے صرف انڈے مقصود نہیں بلکہ خود مرغیاں اور چوزے بیچنا مقصود ہے تو اس صورت میں ان مرغیوں کی قیمت پہ زکوۃ واجب ہوگی (کتاب المسائل 2/ 219)

دکان کے اسٹاک کی زکوٰۃ

دکان وغیرہ کے سارے اسٹاک پر موجودہ قیمت فروخت کے اعتبار سے زکوۃ واجب ہے البتہ زکوۃ کس قیمت فروخت کے اعتبار سے دی جائے گی؟ اس میں تین باتیں جائز ہیں:

ا۔ریٹیل پرائز (عام گاہک کو جس قیمت پر چیز فروخت کی جاتی ہے اس) کے اعتبار سے قیمت لگائی جائے۔ب۔ ہول سیل پرائز کے اعتبار سے قیمت لگائی جائے۔

ج۔دکان کے سارے اسٹاک کو اکٹھا فروخت کرنے کی صورت میں ملنے والی قیمت لگائی جائے تاہم احتیاط اس میں ہے کہ ہول سیل پرائز کے حساب سے اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔(فقہی مقالات: ۳/ ۱۵۰)

موجودہ مارکیٹ ویلیو کا اعتبار ہے جس تاریخ کو زکوۃ واجب ہو اس دن کی مالیت کے اعتبار سے زکوۃ کا حساب کیا جائے گا خریداری کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا مثلاً ایک سامان 80 کا خریدا تھا اب اسکی مارکیٹ ویلیو 90 ہے تو اسکی مالیت 80 نہیں بلکہ 90 کے اعتبار سے لگائی جائے گی۔

ساتویں قسط

قرضوں کی تفصیلات (اول) لئے ہوئے قرض کی منہائی

جو قرض آپ کے ذمہ میں کسی کا باقی ہے اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) **معمول کے قرض** جو انسان اپنی ضرورت کے تحت لیتا ہے تو مجموعی مالیت میں سے اس قرضہ کے بقدر گھٹایا جائے گا مثلاً آپ کے پاس کل دو لاکھ کی مالیت ہے اور آپ کے ذمہ پچاس ہزار قرض ہے تو دو لاکھ میں سے پچاس ہزار گھٹا کر ڈیڑھ لاکھ کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) **طویل المیعاد تجارتی قرض** آج کل کاروباری لوگ بینکوں سے بڑی بڑی رقومات بطور قرض لے لیتے ہیں، یہ رقومات بسا اوقات اتنی کثیر ہوتی ہیں کہ ان کو اگر مانع زکوٰۃ قرار دیا جائے، تو بڑے بڑے سرمایہ داروں پر زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو، اس لئے ان کاروباری قرضوں کے بارے میں محتاط رائے یہی ہے کہ ہر سال جتنی قسط کی رقم واجب الاداء ہوتی ہے، بس اسی قدر روپیہ اصل سرمایہ سے منہا کیا جائے، اور بقیہ کل مالیت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (کتاب المسائل ۲/ ۲۲۵)

دئے ہوئے قرض کی قسمیں

دوسروں کے یہاں آپ کا جو قرض باقی ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **دین قوی** آپ نے کسی کو روپیہ قرض دیا ہو یا مال تجارت بیچا ہو اور اس کا پیمنٹ باقی ہو اور وہ شخص اس کا اقرار بھی کرتا ہو

(۲) **دین متوسط** آپ نے سامان تجارت کے علاوہ کوئی چیز بیچی ہو (مثلاً استعمالی موبائل بیچا ہو یا رہائشی گھر بیچا ہو) اور اس کا پیمنٹ باقی ہو۔

نوٹ:- سامان مال تجارت کب بنتا ہے اس کی تفصیل گذشتہ قسط 6 میں ملاحظہ کریں۔

(۳) **دین ضعیف** جو کسی مال کا بدل نہ ہو مثلاً عورت کے لئے اس کا مہر؛ بدل خلع؛ ملازم کے لئے اسکی تنخواہ وغیرہ

ان تین قسموں سے پہلی قسم #**دین قوی** کا حکم یہ ہے دو تین سال بعد جب بھی یہ قرضے وصول ہوں اور آپکے پاس اس وقت موجود مالیت کو ملا کر نصاب کے بقدر ہو جائیں تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی وصولی کے وقت واجب ہوگی۔ مثلاً آپ کے 40 ہزار کسی پہ قرض تھے اور وہ تین سال بعد ملے تو اب آپکو ان چالیس ہزار کی تین سال کی زکاۃ دینی ہوگی۔ (قرض ملنے کی بعد چونکہ آپ کو گذشتہ سالوں کی زکاۃ دینی ہی ہے اسلئے آسانی اس میں ہے کہ قرض کے وصول ہونے سے پہلے ہی دوسرے اموال زکوٰۃ کے ساتھ ہر سال ان کی بھی زکوٰۃ ادا کر دی جائے) اور آخری قسم #**دین ضعیف** پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں، جس سال وصول ہو اس سال سے وہ قابل زکوٰۃ اموال میں شمار ہوگا۔ اور #**دین متوسط** کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ سے دو روایت ہیں ایک روایت کے مطابق گذشتہ سالوں کی بھی ہے اور ایک کے مطابق نہیں ہے اور اصح روایت یہی ہے کہ اس میں بھی دین ضعیف کی طرح گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ نہیں بلکہ جس سال وصول ہو اس سال سے وہ قابل زکوٰۃ اموال میں شمار ہوگا۔ کما فی البدائع (ماخوذ از شامی 3/ 236-240 بدائع 2/ 392 طحطاوی علی المراقی 715 احسن الفتاوی 4/ 271)

سوال: ہمارا کسی پر پیسہ نکلتا ہے، کسی کو ہم نے قرض دیا ہے، کیا اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے؟

جواب: آپ نے کسی کو قرض دیا ہے جس کی واپسی کی امید ہے اس پر زکوۃ فرض ہے۔ زیور یا کوئی اور بیچنے کی چیز بیچی ہے اور اس کی پیمنٹ ملی نہیں لیکن مل جائے گی، اس پر بھی زکوۃ ہے، لیکن آپ کو مزدوری یا کئی ماہ کی تنخواہ نہیں ملی اس پر ابھی زکوۃ واجب نہیں، جب ملے گی تب زکوۃ واجب ہوگی۔

سوال: ہمارے اوپر کسی کا پیسہ نکلتا ہے یعنی ہم #مقروض ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جتنے کے آپ مقروض ہیں اتنی رقم نصاب میں سے گھٹائی جائے گی!

آٹھویں قسط

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

قرضوں کی تفصیلات (دوم)

مکان یا دکان کے ڈپازٹ کی زکوٰۃ کس پہ

آج کل دوکان یا مکان کی کرایہ داری میں مالک مکان یا دوکان ڈپازٹ کے نام سے بڑی رقمیں لیتا ہے، جنہیں دوکان یا مکان کے خالی کرنے کے وقت واپس کر دیا جاتا ہے اب سوال یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ کس پہ ہے مالک پہ یا کرایہ دار پہ تو بظاہر اس کی حیثیت رہن کی معلوم ہوتی ہے اس بناء پر اس کی زکوٰۃ شئ مرہون کے ضابطہ کے اعتبار سے نہ تو مالک پر واجب ہونی چاہئے اور نہ کرایہ دار پر۔

ڈپازٹ کی رقم کو رہن ماننے کی صورت میں اصل حکم شرعی یہ ہوگا کہ یہ ڈپازٹ کی رقم مالک اپنے تصرف میں بالکل نہ لائے؛ بلکہ بطور امانت محفوظ رکھے؛ لیکن عمل اس کے برخلاف ہے، کیوں کہ کوئی بھی مالک مکان، کرایہ دار سے اس رقم کو لے کر محفوظ نہیں رکھتا؛ بلکہ بلا تکلف اپنے ذاتی استعمال میں لاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شئ مرہون میں تصرف کر لینے کی بنا پر اسے رہن کے بجائے دین مضمون کے درجہ میں رکھا جائے۔ یعنی یہ رقم گویا کہ مالک پر کرایہ دار کی طرف سے دین ہے؛ لہٰذا اس کی زکوٰۃ مالک دوکان یا مکان پر واجب نہیں ہوگی؛ بلکہ کرایہ دار پر واجب ہوگی جو اس رقم کا اصل مالک ہے۔ چناں چہ علامہ شامیؒ نے بیع الوفاء کی ثمن کے متعلق بحث کرتے ہوئے جو رائے ظاہر فرمائی ہے اس سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے، تاہم اس بارے میں یہ تفصیل مناسب ہے کہ اگر کرایہ داری معاہدہ میں مکان یا دوکان خالی کرنے کا کوئی قریبی وقت مقرر ہے تو یہ ڈپازٹ کی رقم ''دین قوی'' کے درجہ میں ہوگی، اور جب مقررہ وقت پر کرایہ دار دوکان یا مکان خالی کر کے اپنی رقم واپس وصول کر لے گا تو سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی واجب ہوگی، اور اگر کرایہ کے معاہدہ میں مکان یا دوکان خالی کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے تو یہ دین متوسط یا دین ضعیف کے درجہ میں ہے، یعنی کرایہ دار رقم وصول کرنے کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا مامور نہ ہوگا؛ بلکہ جب رقم اس کے قبضہ میں آجائے گی اسی وقت سے زکوٰۃ کا حساب شروع ہوگا، واللہ اعلم (کتاب المسائل 2/211-222)

عورت کا مہر مؤجل مانع زکوٰۃ نہیں

عورت کا مہر مؤجل جس کی ادائیگی فی الحال شوہر کے ذمہ لازم نہیں وہ مانع زکوٰۃ نہیں ہے اور اسے نصاب میں سے کم نہیں کیا جائے گا (فتاویٰ رحیمیہ 7/161 شامی 3/177)

عورت کی مہر پہ زکوٰۃ؟

جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک اس کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے؛ بلکہ جب مہر کی رقم عورت کے قبضہ میں آئے گی اسی وقت سے اسکی زکوٰۃ کا حساب شروع ہوگا۔

گزشتہ سالوں کی زکوۃ بھی قرض ہے:

گزشتہ جتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، اتنے سالوں کی زکوٰۃ بھی قرض ہے۔ اتنی رقم کی دوبارہ زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ اس کے علاوہ کی زکوۃ دی جائے گی۔ اس مسئلے کو #مثال سے سمجھیے! ورنہ سمجھ نہیں آئے گا:

#مثال: #ماریہ کو شادی کے دن مہر میں 000,200 روپے ملے اس کے علاوہ اس کے پاس ملکیت میں اور کچھ نہیں تھا۔ اس رقم کو اس نے بینک میں جمع کرا دیا اور ان کی زکوۃ پانچ سال سے ادا نہیں کی۔ اس کی #شادی 1438 رجب 12 کو ہوئی تھی۔ اللہ تعالی نے اسے توبہ کی توفیق دی ہے، اب وہ زکوۃ ادا کرنا چاہتی ہے۔ اس کا اصولی حساب کچھ یوں ہوگا :1- 1438 ہجری 12 رجب سے 1439 ہجری کی 11 رجب تک ایک سال ہوگیا۔ اس سال 000,200 روپے پر زکوۃ 40,200÷000=5000 روپے بنے۔ جو اس نے ادا نہیں کیے اس لیے یہ 5000 اس کے ذمے قرض ہو گئے۔ 2- اگلے سال یعنی 11 رجب 1440 میں 000,200-5000=195000 پر زکوۃ واجب ہوئی جو کہ 4875 روپے بنے۔ یہ بھی اس نے ادا نہیں کیے۔ اس لیے اس پر دو سال کی زکوۃ 9875 روپے قرض ہو گئے۔ 3- اب اس سال 11 رجب 1441 کی زکوۃ کا حساب کرنے کے لیے دو لاکھ روپے میں سے 9875 روپے منہا کر کے زکوۃ نکالیں گے۔ تمام سالوں کی زکوۃ کا حساب اسی طرح کیا جائے گا۔

جن قرضوں کی وصولی کی #اُمید نہیں: دوسروں کے ذمے آپ کے وہ قرضے جن کی وصولی کی امید نہ رہی ہو، پر زکوۃ واجب نہیں۔ (ہدایہ، شامی) اسی طرح اگر قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو، تو ایسے قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ البتہ اگر وہ دین بعد میں کسی طرح مل جائے تو اب حولان حول کے بعد یا دیگر نصاب کے ساتھ ملا کر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی، سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (کتاب المسائل 2/226)

نویں قسط

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے صاحب نصاب بننے کے ٹھیک ایک سال بعد پہلے اپنے پاس موجود سامان تجارت (سامان تجارت کی تفصیل گذشتہ قسط میں آچکی ہے) سونا چاندی کی موجودہ مارکیٹ ویلیو کے اعتبار سے مجموعی لاگت نکال لیں اور اپنے پاس موجود نقد روپیہ بینک میں جمع شدہ رقم فکسڈ ڈپازٹ میں جمع شدہ رقم اور اسی طرح بزنس کے پیمنٹس جو آپکے دوسروں پر باقی ہیں بھی اسی میں جوڑ لیں اور پھر تمام لیے ہوئے قرضہ جات، مکان یا سامان وغیرہ کی پیمنٹس، جو آپکے ذمہ باقی ہیں ان سب کا مجموعہ رقم کی صورت میں نکالیں اور اس کو قابل زکوٰۃ اشیاء کی مجموعی لاگت سے کم (مائنس) کردیں، جو رقم بچے وہ صافی رقم ہے اگر یہ # صافی رقم "نصاب زکوٰۃ"، یعنی ساڑھے باون تولہ(613 گرام) چاندی موجودہ وقت کے اعتبار سے 39845 روپیہ کے برابر یا زائد ہو تو صافی رقم کو کیلکولیٹر پر 40 سے تقسیم کردیں جتنی رقم جواب میں آئے اسے زکوٰۃ کے طور پر ادا کردیں۔

نوٹ:- صاحب نصاب بننے کے ایک سال بعد جب آپ حساب کریں گے تو اس وقت موجود سبھی قابل زکوٰۃ اشیا (سونا چاندی سامان تجارت نقد روپیہ بینک بیلنس دوسروں کے ذمے آپکے باقی بزنس پیمنٹس) کو جوڑیں گے خواہ ان میں سے کچھ ایک دن پہلے ہی آپکی ملکیت میں آئے ہوں تب بھی جوڑا جائے گا اور سب کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی

مزید وضاحت کے لیے زکوٰۃ نکالنے کا اجمالی خاکہ ملاحظہ فرمائیں:

زکوٰۃ نکالنے کا اجمالی خاکہ: سب سے پہلے زکوٰۃ واجب ہونے کی قمری (چاندکی) تاریخ کا تعین کرلیں۔ اگر قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور وفکر کے بعد جس تاریخ کی طرف زیادہ رجحان ہو وہ متعین ہوگی اگر کسی طرف رجحان بھی نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلیں! مثلاً زکوٰۃ واجب ہونے کی قمری/ اسلامی تاریخ: یکم رمضان ہے یعنی پچھلے سال یکم رمضان کو آپ نصاب کے مالک ہوئے تھے اب اس سال یکم رمضان کو ملکیت میں موجود قابلِ زکوٰۃ اشیاء کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق مالیت کا تعین درج ذیل طریقے سے کیجیے:

قابل زکوٰۃ اشیاء کی مالیت

1- سونا: ایک لاکھ روپے -2 چاندی: 20 ہزار روپے

-3 نقدی: ایک لاکھ روپے -4 بینک بیلنس: 80 ہزار روپے -5 سامانِ تجارت: ایک لاکھ روپے (مجموعہ: چار لاکھ روپے) تمام قرضے جو مائنس کرنے ہیں: دو لاکھ روپے

کل مالِ زکوٰۃ (رقم): چار لاکھ روپے .... مائنس شدہ رقم: دو لاکھ روپے

قابل زکوٰۃ صافی رقم: دو لاکھ روپے دو لاکھ روپے ÷ 40 = پانچ ہزار روپے (واجب الاداز کوٰۃ)

ضروری وضاحت:- سامانِ تجارت اسی طرح سونا چاندی غیر ملکی کرنسی (ریال درھم ڈالر وغیرہ) کی قیمت لگاتے وقت موجودہ مارکیٹ ویلیو کا اعتبار ہوگا نہ کہ سابقہ قیمت کا مثلاً ایک سامان آپ نے 80 میں خریدا تھا اس وقت اسکی قیمت 90 ہے تو مالیت کا اندازہ لگاتے وقت 90 روپیہ کے حساب سے ہی اندازہ لگایا جائیگا جیسے چالیس سے تقسیم کردیں جتنا آئے اتنی زکوٰۃ دینی ھے۔

 # کچھ رقوم اور ان کی زکوٰۃ:

40 ہزار روپے ÷40= 1000	80 ہزار روپے ÷40= 2000	ایک لاکھ روپے ÷40= 2500
دو لاکھ روپے ÷40= 5000	تین لاکھ روپے ÷40= 7500	چار لاکھ روپے ÷40= 10 ہزار روپے
پانچ لاکھ روپے ÷40= 12500	دس لاکھ روپے ÷40= 25 ہزار روپے	بیس لاکھ روپے ÷40= 50 ہزار روپے
تیس لاکھ روپے ÷40= 75 ہزار روپے	40 لاکھ روپے ÷40= ایک لاکھ روپے	50 لاکھ روپے ÷40= 125000
	ایک کروڑ روپے ÷40= 250000	

دسویں قسط

مسائل زکوٰۃ

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

مصارف زکوٰۃ یعنی مستحقین زکوٰۃ

وہ افراد جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے وہ کل آٹھ قسم کے لوگ ہیں

(1) **فقراء** (جن کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو اسکی مزید وضاحت نیچے آرہی ہے) (۲) **مساکین** (جو کسی بھی مال کے مالک نہ ہوں) (3) **عاملین** زکوٰۃ اسلامی حکومت کے وہ کارندے جو زکوٰۃ وعشر کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔ (ہمارے ہندوستان میں اس وقت اس کا وجود نہیں ہے) (4) **مؤلفۃ القلوب** وہ نومسلم جن کو اسلام پہ مضبوط کرنے کی غرض سے شروع اسلام بطور تالیف قلب زکوٰۃ دی جاتی تھی بعد میں یہ حکم منسوخ ہوچکا (5) ایسے **غلام** جو اپنی آزادی کے لئے مدد کے طالب ہوں۔ (اس زمانہ میں غلام کا وجود نہیں) (6) ایسے **قرض دار** جن کو قرض کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ دی جائے، جب کہ ان کے پاس اپنی ذاتی مالیت قرض کی ادائیگی کے لئے باقی نہ ہو۔ (7) وہ **غازیانِ اسلام** اور مجاہدین جو اپنی مالی بے سروسامانی کی وجہ سے اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے ہوں۔ (8) وہ **مسافر** جو سفر کے دوران ضرورت مند ہوجائیں۔ (اگر چہ اپنے وطن میں مالدار ہوں اور گھر سے فوری طور پر مال منگانا مشکل ہو تو صرف ضرورت کے بقدر ہی زکوٰۃ لے، اس سے زائد لینا اس کے لئے درست نہیں)

وضاحت

فقراء کی تعریف میں یہ بات کہی گئی کہ جسکے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو یہاں بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ نصاب دو طرح کے ہیں:

(1) **وجوب زکوٰۃ کا نصاب** (وہ نصاب جس کی وجہ سے زکوٰۃ دینا فرض ہوتا ہے)

(2) **حرمت زکوٰۃ کا نصاب** (وہ نصاب جس کے مالک ہونے پر آپکے لئے زکوٰۃ لینی ناجائز ہوتی ہے اور اس سے کم کی ملکیت پر آپ زکوٰۃ کے مستحق بنتے ہیں اور یہی صدقہ فطر اور قربانی کے وجوب کا بھی نصاب ہے)

دونوں (وجوب زکوٰۃ وحرمت زکوٰۃ) میں نصاب کی مقدار ایک ہی ہے جس کی تفصیل تیسری قسط میں بیان ہوچکی کہ صرف سونا ہو تو 87 گرام 480 ملی گرام اور اگر سونا کے ساتھ چاندی نقدی سامان میں سے کچھ ہو تو 612 گرام 360 ملی گرام چاندی کی قیمت جو اس وقت 39845 بنتی ہے لیکن دونوں نصاب میں مقدار نصاب سے متعلق شرائط ایک دوسرے سے تھوڑی مختلف ہیں:

اول الذکر یعنی وجوب زکوٰۃ سے متعلق نصاب کی شرائط تین ہیں

(1) ضرورت اصلیہ سے زائد ہو (2) قرض سے خالی (3) مال نامی ہو خواہ حقیقتاً جیسے سونا چاندی روپیہ یا حکماً جیسے مال تجارت

تو ان شرائط کی وجہ سے قابلِ زکوٰۃ اموال کل چار تھے ۱۔سونا۔ ۲۔ چاندی۔ ۳۔کرنسی یعنی روپیہ ۴۔مال تجارت۔

اور ثانی الذکر یعنی حرمت زکوٰۃ کے نصاب میں شرائط تین کے بجائے صرف دو ہیں (1) ضرورتِ اصلیہ سے زائد ہو (2) قرض سے خالی ہو اور مال نامی کی قید یہاں نہیں ہے۔

جسکی وجہ یہاں پر نصاب کا حساب کرتے وقت پانچ طرح کے اموال کو جوڑا جائے گا (1) سونا (2) چاندی (3) کرنسی یعنی روپیہ (4) مال تجارت (5) ہر وہ سامان جو تجارت کے لئے تو نہیں ہیں لیکن آپکی ضرورت سے زائد ہے تو اس کو بھی یہاں پر نصاب کا حساب کرتے وقت جوڑا جائے گا اگر وہ ملا کر نصاب کی مقدار پورا ہوجائے تو گرچہ وہ اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی لیکن انکے لئے زکوٰۃ لینی جائز نہیں ہوگی۔

مثلاً آپکے پاس دو موبائل ہیں اور آپ ایک موبائل ہی استعمال کا ہے ایک ویسے ہی رکھا ہے دو گھر ہیں ایک میں رہتے ہیں اور ایک ویسے ہی پڑا ہے اسی طرح ضرورت سے زائد سامان جو گھر میں رکھے ہیں اور استعمال نہیں ہوتے تو جو استعمالی موبائل یا سامان ہے یا رہائش کا گھر وہ حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا اعتبار نہیں لیکن جو موبائل سامان وگھر استعمال سے فاضل ہیں ان سب پر زکوٰۃ گرچہ نہیں ہے مال تجارت نہ ہونے کی وجہ سے لیکن حرمت زکوٰۃ کے نصاب میں انکو جوڑا جائے گا اور ان کو ملا کر نصاب پورا ہوجائے تو اس صورت میں آپکے لئے زکوٰۃ لینی جائز نہیں ھوگی

نوٹ:- مکان اگر رہائشی ہو یا کرایہ پر دیا ہو اسی طرح زمین میں اگر کھیتی کرتا ہو تو اسے حرمت زکوٰۃ کے نصاب میں نہیں جوڑا جائے گا اور اگر خالی پڑے ہوں تو حرمت زکوٰۃ کے نصاب میں ان کو بھی جوڑا جائے گا۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض نہیں ضروری نہیں کہ اس کے لئے زکوٰۃ لینی بھی جائز ہو

اس مقام پر بہت سے احباب کو فرق نہ سمجھنے کی بناء پر دھوکہ ہوتا ہے اس لئے دھیان دیں مستفاد از فتاویٰ شامی 3/295-313

ملاحظہ:- یہ کل آٹھ مصارف زکوٰۃ بیان کئے گئے جن میں سے درج ذیل شرائط کے حامل شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں 1:- اوپر مذکور مصارف زکوٰۃ میں سے ہو 2:- مسلم ہو کافر کو زکوٰۃ دینا درست نہیں 3:- سادات بنو ہاشم میں سے نہ ہو 4:- اسکے ساتھ آپ کا ولادت اور زوجیت کا رشتہ نہ ہو یعنی آپ کے ماں باپ دادا، دادی، نانا، نانی اوپر تک اور بیٹا، پوتا، پوتی، بیٹی، نواسہ، نواسی نیچے تک انہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اسکے علاوہ باقی رشتہ داروں کو دے سکتے ہیں۔

یہ کل چار شرائط ہیں جنکے حامل شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں نیز ادائیگی کے صحیح ہونے کے لئے مزید دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے 1:- **نیت کرنا** نیت کے بغیر زکوٰۃ نہیں ادا ہوتی نیت دل میں ہونا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں نیت یا تو غریب کو دیتے وقت کرے یا جب زکوٰۃ کا حساب کر کے رقم الگ کرے تب کرلے۔

2:- **تملیک** غریب کو مالک بنانا ضروری ہے مالک نہیں بنایا، اباحت کردی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً کسی غریب کی دعوت کی اور اس سے کہا جتنا چاہے کھانا کھالو تو یہ مالک بنانا نہیں ہے بلکہ اباحت ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (مستفاد از بدائع الصنائع وکتاب المسائل)

مسائل زکوٰۃ

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

مستحقین زکوٰۃ (دوم)

گذشتہ قسط میں مستحقین زکوٰۃ کو بیان کیا گیا اب یہاں مزید کچھ تفصیل عرض کی جاتی ہے

قریبی رشتہ داروں کو زکوٰۃ

سوال: -قریبی رشتے داروں میں سے کن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور کن کو نہیں؟

جواب: -جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں وہ حسب ذیل ہیں:

اپنے اصول یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اور فروع یعنی اپنی اولاد اور پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اور شوہر بیوی اور بیوی کو شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے، اس کے علاوہ بقیہ سبھی قریبی رشتے دار اگر وہ صاحب نصاب نہ ہوں تو انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں، مثلاً بھائی، بہن، چچا، چچی، پھوپھی، پھوپھا، تایا، خالہ، خالو، سوتیلی ماں، ماموں، بھانجے، سالے، بہنوئی کو اپنی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

ساس اور سسر: - صاحب نصاب نہ ہونے کی صورت میں ساس اور سسر کو داماد اپنی زکوٰۃ دے سکتا ہے البتہ بیوی کے زیورات وغیرہ کی نہیں دے سکتا کیونکہ اس صورت میں یہ بیٹی کی زکوٰۃ والدین کو ملے گی جو کہ صحیح نہیں۔

متفرق مسائل

کوئی شخص خود غریب ہے گو اس کی اولاد مالدار ہے تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

ایک عورت غریب ہے اور اس کا شوہر مالدار ہے تو ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔

ایک شخص خود غریب ہے اور اس کی بیوی مالدار ہے تو ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

ایک شخص خود تو مالدار ہے لیکن اس کی اولاد غریب ہے تو اس کی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں بشرطیکہ اولاد بالغ ہو۔

ایک شخص مالدار ہے اور اس کے بچے تنگ دست ہیں لیکن ابھی نابالغ ہیں تو ایسی صورت میں ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں۔

نوٹ: -صاحب نصاب کی تفصیل دسویں قسط میں گذر چکی وہاں ملاحظہ کریں۔

ملازمین کو زکوٰۃ گھر یا دکان پر کام کرنے والے ملازمین جبکہ وہ غریب ہوں تو تنخواہ کے علاوہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ اسکی ضروریات کی ساری چیز زکوۃ کے مد سے ادا کرتے رہیں اور اسی کے بدلے وہ آپکے یہاں نوکر بن کر رہ جائے۔

نوٹ: -آج کل اس معاملے میں بہت بے پرواہی ہو رہی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم ملازم کو دیں تو اس پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم تمہارا تنخواہ کے علاوہ بھی خیال رکھتے ہیں اس سے بچنا بہت ضروری ہے (ماخوذ از کتاب المسائل وعالمگیری)

بارہویں قسط

مسائل زکوٰۃ

ترتیب وپیش کش: عبداللہ اعظمی

ادائیگی زکوٰۃ سے متعلق مسائل

دسویں قسط میں بیان ہوا کہ ادائیگی صحیح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں 1:- **تملیک** یعنی غریب کو مالک بنانا۔ 2:- **نیت** یعنی غریب کو دیتے وقت یا دینے کیلئے رقم الگ کرتے وقت دل میں زکوٰۃ کی نیت کرنا اب اسی کی مزید کچھ تفصیلات عرض کی جاتی ہیں:

ادائیگی کے وقت نیت نہیں کی:- مال غریب کو دے دیا اور دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی بعد میں خیال آیا تو اگر وہ مال بعینہ فقیر کے پاس موجود ہے اس نے خرچ نہیں کیا ہے تو ابھی نیت کر سکتے ہیں اور اگر خرچ کر چکا ہے تو اب زکوٰۃ کی نیت نہیں کر سکتے وہ صدقہ ہو گیا زکوٰۃ پھر سے ادا کرے۔

عیدی یا گفٹ کہہ کر زکوٰۃ دینا:- غریب کو زکوٰۃ دیتے وقت بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر گفٹ یا عیدی یا قرض کہہ کر کے غریب کو دیا اور نیت زکوٰۃ کی تھی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

مسجد یا رفاہی کام میں دینا:- زکوٰۃ کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے چونکہ فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے اسلئے مسجد کی تعمیر اور ضروریات میں زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا صحیح نہیں اسی طرح رفاہی کاموں مثلاً راستہ بنوانے یا پل اسپتال کی تعمیر و پانی کی ٹنکی وغیرہ بنوانے میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا صحیح نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

مقروض کا قرض معاف کرنا:- آپ کا کسی پر قرض ہے اور وہ مستحق زکوٰۃ ہے تو قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی البتہ یہ صورت کر سکتے ہیں کہ آپ اسے اتنی زکوٰۃ دیدیں پھر وہ اسے قرضہ کے بدلے آپکو دیدے۔ (ماخوذ از کتاب المسائل)

ایک فقیر کو بقدر نصاب زکوٰۃ دینا:- کسی فقیر کو اکٹھے اتنا مال زکوٰۃ میں دینا جس سے وہ صاحب نصاب ہو جائے مکروہ ہے البتہ اگر وہ مقروض ہے یا اس کا پریوار بڑا ہے جسکی وجہ سے زیادہ مال کی ضرورت ہو تو اسکی حاجت کے اعتبار سے بقدر نصاب بھی دے سکتے ہیں۔

صاحب مال کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کرنا:- جس پر زکوٰۃ فرض ہے اسکی اجازت کے بغیر دوسرے کے لئے اسکی زکوٰۃ ادا کرنا صحیح نہیں ہے اگر اسے بتائے بغیر دی تو ادا نہیں ہوگی البتہ اسکے علم میں لا کر دوسرا ادا کرے تو ادا ہو جائے گی۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل 5/126)

کسی کو وکیل بنانا:- کسی کو زکوٰۃ کی رقم دے کر کہا کہ کسی مستحق کو دیدینا تو ایسا کرنا صحیح ہے۔

مال دئے بغیر وکیل بنانا:- کسی سے کہا کہ آپ میری طرف سے زکوٰۃ دیدیں اور اسے ابھی مال دیا نہیں اور اس شخص نے زکوٰۃ دیدی تو اسکے ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی (کتاب المسائل 2/256)

مال زیادہ سمجھ کر زیادہ زکوٰۃ ادا کردی:- کسی شخص نے حساب کر کے زکوٰۃ ادا کردی پھر دوبارہ حساب لگایا تو مال کم نکلا تو زائد زکوٰۃ کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرنا درست ہے مثلاً 5 لاکھ کا حساب لگا کر اسکی زکوٰۃ ادا کردی پھر پتہ چلا کہ 4 ہی لاکھ کا مال تھا تو ایسی صورت میں ایک لاکھ کی جو فاضل زکوٰۃ ادا کی ہے اس قدر اگلے سال زکوٰۃ ادا کرتے وقت کم کر سکتا ہے۔ (عالمگیری 1/194)

زکوٰۃ کی رقم چوری ہو گئی:- زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی ہوئی تھی اور وہ چوری ہو گئی یا ضائع ہو گئی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا:- کوئی شخص صاحب نصاب ہے تو وہ درج ذیل شرائط کے ساتھ پیشگی (ایڈوانس) زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے:

1:- شروع سال میں نصاب مکمل ہو 2:- سال کے آخر میں بھی نصاب پورا رہے 3:- درمیان سال میں کبھی یہ نوبت نہ آئے کہ نصاب بالکل ہی ختم ہو جائے ان تینوں شرائط کا اکٹھے پایا جانا ضروری ہے اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو پیشگی ادا کردہ رقم زکوٰۃ نہ ہوگی بلکہ نفلی صدقہ ہو جائے گی (بدائع الصنائع 2/488)

اختتام سال پر نصاب باقی نہ رہا:- شروع سال میں نصاب مکمل تھا اس نے پیشگی زکوٰۃ ادا کردی اخیر سال میں حساب کیا تو مال نصاب سے کم تھا تو ایسی صورت میں یہ نفلی صدقہ میں شمار ہوگا

کتنے سالوں کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں؟:- سال کی قید نہیں ہے آپ جتنے چاہے سالوں کی پیشگی (ایڈوانس) زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں۔